International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/index *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.3 (2024)
(July-September)

Urdu translation of Musarrat Kalanchvi's fictional collection "Uchi Dharti Jihka Asmaan"

مسرت کلانچوی کے افسانوی مجموعہ "اُچی دھرتی جھکّا اسمان" کا اردو ترجمہ

Dr. Zahid Akhtar Shaheen
Associate Prof. Department of Urdu Language and Literature KFUEIT, RYK (Visiting)
Dr. Shazia Andleeb
Assistant Prof. Department of Urdu Language and Literature KFUEIT, RYK
Tahira Arshad
MPhil Scholar Urdu, Khwaja Fareed UEIT, RYK

Abstract:
The Saraiki language, historically spoken in southern Punjab, emerges as a notable entity amidst the manifold literary riches spanning diverse linguistic domains, inclusive of Pakistan. Translation, functioning as a catalyst, amplifies the expansiveness and opulence inherent within multilingual literary traditions. Through the medium of translation, not only are affective states conveyed, but also the transmission of ideational constructs across linguistic boundaries is facilitated, thereby enriching the panorama of expressive potentialities. The translation of Musarrat Kalanchvi's Saraiki fictional Collection, "Uchi Dharti Jhika Asman," into Urdu, serves as a conduit for articulating the grievances particular to the Saraiki milieu, with a particular emphasis on the concerns of its female populace. This process engenders an immersion of their affective and cognitive landscapes within the national idiom, thereby democratizing access to their intellectual capital and extending its reach to a broader readership constituency.

Key Words: Saraiki, South Punjab, Translation, Musarrat Kalanchvi, Fictional collection, Uchi Dharti Jhikka Asman, Urdu, Saraik, Female populace, Grievances, literature.

مختلف زبانوں میں موجود ادب کی وسعت اور زرخیزی کے لیے ترجمہ کاری کو کھاد کی حیثیت حاصل ہے۔اس سے نہ صرف جذبات بلکہ افکار کو بھی دوسری زبانوں میں منتقل کر کے زبان کا دامن وسیع کیا جاسکتا ہے۔ مسرت کلانچوی کے سرائیکی افسانوی مجموعہ "اُچّی دھرتی جھکّا اسمان" کے اردو ترجمہ سے مسرت کلانچوی کی تحریروں میں موجود سرائیکی خطے کی پسماندگی اور خصوصا یہاں کی خواتین کے مسائل اور ان کے جذبات واحساسات قومی زبان میں منتقل ہوئے جس سے ان کا فکری سرمایہ منظر عام پر آیا اور عام قاری کو اس تک رسائی ملی۔ مسرت کلانچوی کے ہاں بنیادی طور پر افسانوں میں عشق کی ایسی واردات اظہار پاتی ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ کردار جذبات سے گندھے اور نہایت سادہ ہیں۔ جذبہ ہر ایک صورت میں قوی نظر آتا ہے۔ بطور ماں باپ بہن بھائی تمام رشتوں میں تقدس اور خلوص نظر آتا ہے۔اسی طرح محبت کے نوخیز جذبات اور پاکیزہ جذبات کا عنصر بھی افسانوں میں نمایاں ہے۔ مثلاً محبت کے آتشیں جذبات، مقناطیسی کشش، چہروں پر ضیا پاشی، کپکپاتے ہونٹوں کی جنبش کو جہاں روانی سے بیان کر جاتی ہیں وہیں خلش اور ناآسودگی جیسی کیفیات کا اظہار بھی نہایت فنکارانہ طریقے سے کیا ہے۔(بحوالہ افسانہ "چھیکڑی شعاع" صفحہ نمبر ۲۲) میں فاطمہ کے دل کی بنجر زمین پر محبت کے پودے کی پروان ایک جذبات کے مدھم مگر مضبوط ساز کی طرح پڑھنے والے کو سنائی دیتے ہیں۔اسی طرح ان کا عکس اس کے چہرے پر دکھائی دینے لگتا ہے۔ لیکن کہانی کے آخر میں محبت کا انجام ایک ایسا احساس چھوڑ جاتا ہے جو نہایت قوی ہے۔ مسرت

کے افسانوں میں موضوع کا تنوع اور رنگینی پائی جاتی ہے۔ کہیں وہ سماج میں رائج بد نماریت کو اپنا موضوع بناتی ہیں اور کہیں اپنے وسیب کی محرومیوں کا نوحہ پڑھتی نظر مسرت کے افسانوں میں زندہ اور متحرک عورت نہ صرف آتی ہیں۔ مسرت کلانچوی کے ہاں تعلیم یافتہ اور ان پڑھ دونوں طبقات کے مسائل پر تشویش نظر آتی ہے۔ دیکھی جا سکتی ہے بلکہ ہر طرف چلتی پھرتی اور نمایاں نظر آتی ہے۔ جو اگر کہیں رسم و رواج کی بھینٹ چڑھتی ہے تو بھی سر اٹھا کر احتجاج کرتی دکھائی دیتی ہے۔ مسرت کے ہاں افسانوں میں عموماً ایک مزاحمتی عورت گھومتی ہے جہاں عورت صرف خواب ہی نہیں دیکھتی بلکہ اپنے حالات کو اپنی منشا کے مطابق ڈھالنے اور منظر نامے کو بدل لینے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ مثلاً "او ترک" کی زہراں ہو یا "جیندیں قبرستان" کی زینوں، "دھی پرائی اپنی" کا معصوم کردار رجو اپنی معصومیت سے اور " اچی دھرتی جھکا اسمان " کی مریم اپنی آن بان سے دلوں کو فتح کرنے میں ملکہ رکھتی ہیں۔ ایسے ہی "کوڑیاں عزتاں کوڑے طور" کی زیبو سارے افسانے میں ایک متحرک اور مضبوط کردار کے طور پر سامنے آتی ہے۔ جب کہ "معصوم فرشتہ" میں نوراں اپنی تمام تر سادگی کے ساتھ بھرپور شفقت کا استعارہ نظر آتی ہے۔ مثلاً

"پیپل دیاں لڑیاں وچوں سجھ دیاں شعاواں لہراندیاں ہویاں
آیاں تے فاطمہ دیاں کالیاں اکھیں وچ کھنڈ ویندین"(۱)

مسرت نے اپنے افسانوں میں سماجی محرومیوں اور معاشرے میں رائج جاہلانہ رسوم کو برملا تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اپنے وسیب کی نمائندہ لکھاری بن کر وسیب کی پس ماندگی اور مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ معاشرے میں جہالت غربت اور بے روزگاری جیسے اہم موضوعات پر قلم آزمایا ہے۔ قدیم ریت رواج اور چھوٹی سوچ میں جکڑے لوگوں کو دکھاتے ہوئے انسانیت کی بے بسی پر کڑھتی نظر آتی ہیں۔ اپنے احتجاجی رویے سے کرداروں کے ذریعے مدافعت کرتی نہایت مہارت سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتی ہیں۔ غربت میں پسے ذہن کیسے ناپسندیدہ شعبوں پھنس جاتے ہیں۔ مثلاً:

"اے کم چھوڑ تم تاں کھاسیں کتھوں، ربونے بھر بھٹا چاتے آکھیا۔ نوکری تاں
ملنڑ ہوں او کھا ہے جے کر کاروبار آہدیں تاں اوندے کیتے سرمائے دی لوڑاے۔"(۲)

افسانہ "جیندیں قبرستان کیوں" میں اور "معصوم فرشہ" میں غربت کی جھلک صاف دکھتی محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح "کوڑیاں عزتاں کوڑے طور" جاہلانہ رسم وٹہ سٹہ پر زینو کا احتجاج اور بیزاری کی عمدہ مثال ہے۔

مسرت کے افسانوں میں طبقاتی ناہمواری اور اس کے بد نما اثرات نمایاں ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں کے ذریعے اس بات کا شعور دیا ہے کہ انسانیت کا مرتبہ ہر سطح پر بلند ہے۔ اور انسانی جذبات دولت اور نمود و نمائش سے کہیں زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ "اچی دھرتی جھکا اسمان" میں طبقاتی ناہمواری اور غیر مساوی نظام کے طرح بخیے ادھیڑے گئے ہیں وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ مثلاً:

"وڈے آکھ گن گندی موری دی سل کہیں اچی ماڑی دے وچ نہیں لگ سگدی
میکوں میڈی جھگی اچ رہنڑ ڈیوو، میکوں ماڑیاں دے خواب نہ ڈکھاو"(۳)

مسرت کلانچوی نے اپنی روایات اور اپنی ثقافت کو اعتماد سے پیش کیا ہے۔ جہاں عورت صرف خواب ہی نہیں دیکھتی بلکہ اپنی روایات اور اقدار کی پرواہ بھی کرتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی اقدار کا اتنا ہی احترام کرتی ہے جتنا وہ اپنی خواہشات کی پرواہ کرتی ہے۔ مثلاً افسانہ ''احساس دا سوجھلا'' میں صفیہ نے اپنے بزرگوں کی خواہشات کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اپنی آرزووں کو والدین کی منشا پر قربان کر دیا۔

مسرت سرائیکی افسانے کے میدان میں اگرچہ قدم رکھنے والی پہلی خاتون ہیں مگر انہوں نے اپنے انفرادی اسلوب سے جلد توجہ حاصل کر لی۔ وہ اپنے وسیب کی داخلی کیفیات کو جس طرح فنکارانہ مہارت سے بیان کرتی ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ انہوں نے سادگی کے ساتھ دیہی زندگی کو جس طرح اجاگر کیا ہے وہ ان کی ایک الگ

شناخت بناتا ہے۔ قدیمی ریاستی زبان کا رواں استعمال پڑھنے والے کو لطف اندوز کرتا ہے اور قاری بہت جلد کہانی کے سحر میں جکڑ کر مصنفہ کے ساتھ ساتھ سفر کرنے لگتا ہے۔

مسرت کے افسانے زیادہ تر بیانیہ طرز میں لکھے گئے ہیں۔ سرائیکی دھرتی پر جو قدیم قصہ گوئی کی روایت ہے یہ افسانے بھی ٹھیک اسی طرز پر تحریر کیے گئے ہیں جو کہ اپنے اندر دلچسپی کا پورا اسامان رکھتے ہیں۔عام فہم انداز بیان ہے جس سے بغیر کسی الجھاؤ یا فلسفیانہ گنجل کے کہانی آگے بڑھتی ہے اور مصنفہ اپنا نقطہ نظر بھی مہارت سے پیش کرنے میں کامیاب رہتی ہے۔

مسرت کلانچوی نے اپنے افسانوں میں تشبیہات کو بہترین انداز میں استعمال کیا ہے۔ وہ نہ صرف تشبیہ کے ذریعے اپنی عبارت کو خوبصورتی عطا کرتی ہیں بلکہ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچانے میں بھی کامیاب رہتی ہیں۔افسانوں میں جگہ جگہ مقامی گفت وشنید میں تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً:

"اوندے ہتھاں نیں کپاہ دی کارہک ہک بال کوں پنج ڈتا۔"(۴)

ایک اور جگہ اس طرح تشبیہ نظر آتی ہے:

"ڈکھ کنوں جیویں گل وچ گولے جیہیں پھنس گے۔"(۵)

ایک اور جگہ یوں لکھتی ہیں:

"میڈا دماغ آندراں دی کار گنجڑ تیج گیا۔"(۶)

مسرت نے اپنے افسانوں میں علم بیان کے تمام ہتھیار استعمال کرتے ہوئے عبارت اور اس کے مفہوم کو معنی خیز بنایا ہے۔ان کے انداز بیاں میں استعارہ کو قوی طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

"رات نیں اپڑاں تاریاں والا بو چھنڑ پوری کائنات تے کھنڈا ڈتا۔"(۷)

"اسمان دی نیلی چادر تے چٹے موتی کھنڈ گے ہن۔اسمان توں لہہ تے اندھارے زمین کوں مل گھدا ہا۔ ہر پاسے اندھارا ہا۔ بس تاریاں دا پھکا پھکا سو جھلا ہئی تے پرے کنوں وجدی ہوئی ونجھلی دی تان وچ رس پے گیا۔"(۸)

"معصوم فرشتہ"، "احساس دا سوجھلا"، "کوڑیاں عزتاں کوڑے طور" جیسے افسانوں میں مناظر کی جس طرح تجسیم کی گئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مثلاً۔

"اوندیاں اکھیں وچ عجیب جہیں بے وسی تے ڈکھ دا پچھانواں ہولے ہولے کمبدا کھڑا ہا۔

"ایں سمندر دی تہہ وچ جیڑھا طوفان ہا اوندے وچ ماد ی ممتا تے پیو دی شفقت دا زبردست جذبہ بھمدا کھڑا ہا۔ میکوں ایویں لگدا ہا غم دا پچھانواں ہولے ہولے میڈے پچھوں میڈیاں گالہیں سنڑ دا کھڑا ہا۔"(۹)

مسرت کے افسانوں میں لفظوں کی بنت میں سادگی اور نغمگی پائی جاتی ہے۔ پڑھتے پڑھتے قاری مصنفہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ الفاظ کی خوبصورتی اور موسیقیت کے امتزاج کو یوں دیکھا جاسکتا ہے۔

"دین محمد کوں ہوادے جھولیاں مست کر ڈتا۔ اوں خواجہ فرید دی کافی گانونڑ شروع کر ڈتی"۔(۱۰)

اے مست ڈیہاڑے ساونڑ دے

سانونڑ تے من بھانونڑ دے

مسرت کلانچوی نے جہاں عبارت کا حسن علم بیان کے دیگر ہتھیاروں سے بڑھایا ہے وہاں صنعت تضاد کا بھی خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔

"اگوں اچے جھکے مو کلے سوڑے بنیاں تے اونڈے قدم اگوں ای اگوں پوندے پے ہن۔"(۱۱)

مسرت کے افسانوں میں جو منظر کشی کی گئی ہے وہ نہایت متاثر کن ہے۔ کسی بھی منظر کو جب افسانوں میں بیان کرتی ہیں تو گویا اسی میں زندگی بھر دیتی ہیں۔ نہ صرف قاری اسے پورا محسوس کر سکتا ہے بلکہ تصور میں گویا اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جیسے افسانوی کرداروں کے آس پاس کہیں موجود ہے۔ مصنفہ کا ذوق اور جمالیاتی احساسات اس بات سے ظاہر ہے کہ ان کی کہانیوں میں فطری مناظر کو بہت مہارت سے اجاگر کیا گیا ہے۔ ان کے افسانوں میں دیہی مناظر نہایت دلکش ہیں وہ فطرت کے قریب اور کہانی کا تانا بانا بنتی نظر آتی ہیں۔ بارش، بجلی کی چمک، سورج، چاند تارے، کھیت کھلیان اور موسم کی تبدیلی جیسے عناصر کو روانی اور آسانی سے بیان کرتی چلی جاتی ہیں۔ مثلاً:

"چندر پھکا پھکا لگدا کھڑا ہا، کھجیاں سر سٹی کھڑیاں ہن، دھرتی ستی پئی ہئی، اسمان گھلاں کھاندا کھڑا ہا۔۔ سکون ای سکون۔۔۔۔ اتھاں دے گھنگراں دا چھنڑکار وی ہولے تھیندا تھیندا امک گیا ہا۔ ریت دیاں ٹبیاں اتے چندر تے تاریاں دا ہلکا ہلکا سو جھلا کمبدا، لڈدا کھڑا ہا۔ کھجیاں دے پچھانویں ڈراکلے بنڑ گے ہن۔"(۱۲)

حوالہ جات

مسرت کلانچوی، "اُچی دَھرتی جھکّا اسمان" ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۱۶

مسرت کلانچوی، "اُچی دَھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۴۷

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان" ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۷۷

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۱۵

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۱۵

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۹۷

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ر ۸۸

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۶۶

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۶۹

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۴۳

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۶۳

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۶۲

مسرت کلانچوی، "اُچی دھرتی جھکّا اسمان"، ملتان، سید الیکٹرک پریس، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۸۸

References in Roman Script

Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 16

Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 47

Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 77
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 15
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 15
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 97
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 88
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 66
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 69
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 63
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 62
Musarrat Kalanchvi, "Uchi Dharti Jihkka Asmaan", Multan, Syed Electric Press, 1976, p. 88